© rasailojaraid.com

تعزیراتِ اسلام

جناب قاضی بشیر احمد صاحب - باغ - آزاد کشمیر

(۱۵)

دفعہ ۱۴۴ مجبورِ مخیّر۔

ا - اگر جابر نے مجبور کو متعدد حسّی حرام امور میں سے کسی ایک کے ارتکاب پر اکراہِ تام کیا ہو تو ایسے شخص کو مجبورِ مخیّر کہا جائے گا۔

ب - مجبورِ مخیر کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مباح اور مرخص (جن افعال کے ارتکاب کی رخصت ہو) افعال کی موجودگی میں، فعلِ حرام کو اختیار نہ کرے۔ اگر اُس نے فعلِ حرام کا ارتکاب کر لیا تو اس کو اسی جرم کی مناسب سزا دی جائے گی[1]

تشریح:۔ اکراہ کے احکام کی تینوں اقسام کا ذکر دفعہ ۱۳۱ کی تشریح ۱ میں ہو چکا ہے کہ اکراہ کی وجہ سے بعض افعال میں اباحت اور بعض میں رخصت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اسی طرح حرام ہی رہتے ہیں۔ یعنی ان کے ارتکاب پر آخرت میں فاعل پر عذاب ہوگا۔ لہٰذا قانونِ ضرورت کے تحت مجبور کو وہ فعل اختیار کرنا ضروری ہوگا۔ جس سے اُس کی ضرورت پوری ہو جائے اس حد تک اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ اگر وہ ضرورت سے تجاوز کرے گا تو اسی جرم کی مناسبت سے سزا کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا مباح، مرخص اور حرام افعال میں سے ضرورت، مباح اور مرخص افعال سے

---

[1] البدائع جلد ۷، ص ۱۸۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پوری ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تیسرا فعل بدستور حرام ہی رہے گا۔ مثلاً:

ا۔ اکلِ میتہ اور قتلِ مسلم میں سے کسی ایک پر جبر کی صورت میں مجبور کو اکلِ میتہ کا ارتکاب کرنا ضروری ہوگا۔ اس حد تک اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ لیکن اگر وہ بجائے اکلِ میتہ کے قتل کا ارتکاب کرے تو اس صورت میں اس سے قصاص لیا جائے گا۔ کیونکہ اس کی ضرورت تو اکلِ میتہ سے پوری ہو سکتی تھی مگر اس نے قتل کا ارتکاب کر کے ضرورت سے تجاوز کیا ہے[1]

۲۔ یا مثلاً اکلِ میتہ، قطعِ ید، مسلمانوں کو گالی دینا، اور زنا میں سے کسی ایک جرم کے ارتکاب پر جبر کیا ہو تو مجبور کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ اکلِ میتہ کے فعل کا ارتکاب کرے کیونکہ اکلِ میتہ جبر سے مباح ہو جاتا ہے۔ باقی افعال میں اکراہ سے نہ اباحت آتی ہے اور نہ ہی ان میں رخصت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کا ارتکاب ممنوع ہوگا[2]

فصل ہشتم

قتل کی دوسری قسم ——— قتلِ شبہ عمد

دفعہ ۱۵۔ قتلِ شبہ عمد کی تعریف۔

ا۔ قتلِ شبہ عمد ——— سے مراد ایسا قتل ہے جو عمداً ایسی چیز سے کیا گیا ہو جو نہ ہتھیار ہو اور نہ ہی ہتھیار کے قائم مقام ہو[3]

ب۔ ہتھیار سے مراد ——— ایسا آلہ ہے جو جسم کو چیر پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہو[4]

ج۔ شبہ عمد کا اعتبار صرف قتلِ نفس میں ہوگا۔ ضربات اور جراحات میں نہ ہوگا۔ ان کے اندر شبہ عمد بھی شمار ہوگا[5]

---

[1] البدائع جلد ۷ ص ۱۸۱   [2] ایضاً

[3] ہدایہ جلد ۴ کتاب الجنایات ص ۵۶۰

[4] المحیط البرہانی بحوالہ کتاب الاختیار مترجم ص ۱۸۰۔ مطبوعہ لاہور۔   [5] ہدایہ جلد ۴ ص ۵۶۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تشابہ ملا

۱۔ شبہ عمد کا ثبوت۔

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک شبہ عمد قتل کی مستقل قسم نہیں ہے بلکہ یہ قتل عمد ہی ہے[۱]

امام ابو حنیفہ ؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک شبہ عمد قتل کی ایک الگ قسم ہے۔ چنانچہ ایک حدیث کی روایت کرتے ہوئے ابوداؤد و حجاج فرماتے ہیں کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔" قَتِيلُ السَّوْطِ وَالْعَصَا شِبْهُ الْعَمْدِ"[۲]

اس حدیث سے واضح ہے کہ کوڑے اور لاٹھی کے ذریعے قتل شبہ عمد ہے۔ نیز مندرجہ ذیل آثار سے شبہ عمد کے ثبوت کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے۔

۱۔ عقبہ بن اوس المسدوسی ایک صحابی سے نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا اور اس میں فرمایا "ألا إن قتيل خطاء العمد بالسوط والعصا والحجر فيه الدية مُغَلَّظَةٌ مائة من الابل منها اربعون خلفة في بطونها اولادها"

اس روایت میں کوڑے، لاٹھی اور پتھر کے ذریعے قتل کو خطاء عمد یعنی شبہ عمد کہا گیا ہے۔ جس کی سزا دیت مغلظہ ہے۔ (بشرطیکہ دیت کی ادائیگی اونٹوں کی صورت میں ہو)

۲۔ مغیرہ بن شعبہ کی روایت میں ہے کہ "ایک عورت نے دوسری کو خیمہ کی لکڑی ماری جس پر وہ قتل ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلہ کی عاقلہ پر دیت لازم کی تھی اور عورت کے جنین کے بدلے تاوان عاید کیا"[۳]

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے درمیان لڑائی ہوگئی تھی۔ ایک نے دوسری کو پتھر مار کر قتل کر دیا تھا اور اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا وہ بھی ختم ہوگیا تھا تو آپ نے قاتلہ کی عاقلہ پر دیت لازم کی اور جنین کے بدلے میں غلام یا لونڈی کا تاوان لازم کیا۔

---

[۱] المغنی جلد ۹ ص ۳۲۷۔

[۲] احکام القرآن للجصاص جلد ۲ ص ۲۲۹ - ۲۳۰۔ [۳] ایضاً

[۴] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(پوری روایت پہلے آچکی ہے)۔

دوسری روایت میں لکڑی کے ذریعے قتل کا ذکر ہے جب کہ پہلی اور تیسری میں پتھر سے بھی قتل کا ذکر ہے۔ بہر کیف یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لاٹھی اور پتھر کے ذریعے قتل شبہ عمد ہے۔

۴۔ حضرت عاصمؒ حضرت علیؓ کی سند سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کہا "شبه العمد بالعصا والحجر الثقيل وليس فيهما قود" [1] یعنی شبہ عمد وہ قتل ہے جو لاٹھی اور بھاری پتھر کے ذریعہ ہو اور ایسی صورت میں قصاص نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے دفعہ ۴ تشریح ۲۔

تشریح ۱۔ ب۔ شبہ عمد کی مذکورہ تعریف امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق ہے، جب کہ احنافؒ میں سے صاحبین یعنی امام قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے علاوہ امام شافعیؒ کے نزدیک شبہ عمد کی تعریف یہ ہے کہ قتل شبہ عمد سے مراد وہ قتل ہے جو ارادۃً ایسی چیز سے کیا جائے جس سے غالباً (یعنی بالعموم) قتل نہیں ہوتا۔[2]

اس تعریف کا حاصل یہ ہے کہ اگر قتل کسی ایسی چیز سے واقع ہو جس سے غالباً آدمی قتل ہو جاتا ہو، تو یہ قتل عمد ہوگا جس کی سزا قصاص ہے۔ اگر آلۂ قتل ایسی چیز ہو جس سے غالباً قتل کا وقوع نہیں ہوتا تو یہ قتل شبہ عمد ہوگا۔ اس تعریف میں آلۂ قتل کے لیے دھاری دار یعنی قطع کی صفت والا ہونا ضروری قرار نہیں دیا گیا، جب کہ امام ابوحنیفہؒ کی قتل عمد کی تعریف میں یہ لحاظ کیا گیا ہے۔ تعریفات کے اس اختلاف کی وجہ سے قتل اور اس کے نتیجہ میں اختلاف کا پایا جانا ایک لازمی امر ہے۔ مندرجہ ذیل قتل کی چند مشہور صورتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔ اگر معمولی لاٹھی یا معمولی پتھر وغیرہ سے قتل واقع ہو جائے تو سب کا اتفاق ہے کہ قتل شبہ عمد ہوگا بشرطیکہ اس طرح کے آلۂ قتل کو مسلسل استعمال نہ کیا گیا ہو بلکہ ایک دو ضربات پر ہی قتل واقع ہو گیا ہو۔[3]

---

[1] احکام القرآن جصاص۔ جلد ۲ ص ۲۲۹ - ۲۳۰

[2] ہدایہ جلد ۴ ص ۵۶۰۔

[3] البدائع جلد ۷ ص ۲۳۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگر آلہ کو مسلسل استعمال کیا گیا ہو تو احناف کے نزدیک اس صورت میں بھی قتل شبہ عمد ہوگا کیونکہ آلۂ قتل ایسا نہیں ہے جس سے غالباً قتل واقع ہو۔ البتہ امام شافعیؒ کے نزدیک اس صورت میں قتلِ عمد ہوگا۔ وہ یہ دلیل بیان فرماتے ہیں کہ آلہ قتل کو مسلسل استعمال کرنا دلیل اس بات کی ہے کہ قاتل کا مقصد قتل کرنا تھا۔ لہٰذا ایسی صورت میں یہ قتل عمد ہوگا[1]۔

احناف فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے " العمد قود " یعنی عمداً قتل سے قصاص واجب ہوگا[2]۔

اس حدیث میں " عمد " کو مطلق بیان کیا گیا ہے جس سے مراد عمد کا فردِ کامل مراد ہوگا۔ یعنی ایسا پختہ ارادہ جس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہ ہو۔ نیز یہ کہ قصاص، ایک انتہائی سزا ہے جس کے لیے ضروری ہے کہ انتہائی ارادے یعنی عمد کے کامل طور پر پائے جانے کی صورت میں یہ سزا صادر کی جائے۔ لہٰذا آلۂ صغیرہ کے مسلسل استعمال سے اس شبہ کو ساقط نہیں کیا جا سکتا کہ مارنے والے کی نیت تادیب یعنی محض ادب سکھانا تھی اور قتل کرنا نہ تھی۔ کیونکہ اگر صرف قتل کرنا ہی اس کا مقصد ہوتا تو یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ایک دو ضربات مؤثر طور پر پہنچا کر قتل کر دیتا۔ باقی ضربات کی نوبت ہی نہ آتی۔ اس شبہ کے ہوتے ہوئے احناف اس صورت میں قصاص کی سزا کے قائل نہیں ہیں[3]۔

۲۔ اگر قتل کسی بھاری چیز سے کیا گیا ہو۔ مثلاً بڑی لاٹھی یا بڑے پتھر وغیرہ سے تو امام شافعیؒ کے نزدیک یہ قتل عمد ہوگا۔ اور یہی احنافؒ میں سے صاحبینؒ کا موقف بھی ہے۔

یہ حضرات بطورِ دلیل فرماتے ہیں کہ بھاری چیز سے غالباً (یعنی بالعموم) قتل واقع ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا استعمال صرف قتل کرنے کی صورت میں ہی ہوتا ہے[4]۔ جیسا کہ تلوار کو سوائے قتل کرنے کی نیت کے استعمال نہیں کیا جاتا اور اس کے ذریعے قتل کرنے کو بالاتفاق عمداً قتل کہا جائے گا اسی طرح بھاری چیز سے قتل بھی عمداً قتل ہوگا۔

---

[1] البدائع جلد ، ص ۲۳۴   [2] ایضاً

[3] البدائع جلد ، ص ۲۳۴

[4] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ابو حنیفہؒ بھاری چیز سے قتل کو شبہِ عمد میں شمار کرتے ہیں جس سے قصاص واجب نہ ہوگا ان کی دلیل مذکورہ حدیث "العمد قود" ہے۔ اور بھاری چیز کی بناوٹ عرفاً وعادتاً آلۂ قتل کے طور پر نہیں ہوتی کہ اس کے استعمال کو، عمد کی دلیل متصور کیا جائے۔ بخلاف تلوار کے کہ اس کی ساخت ہی قتل کرنے کی نیت سے ہوتی ہے اس لیے اس کے استعمال کو "عمد" کی دلیل متصور کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قتیل خطاء العمد، قتیل السوط والعصا"[1]

اس حدیث کے الفاظ کم وبیش اوپر دوسری روایات میں بھی آچکے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کوڑے اور لاٹھی کے ذریعے قتل پر، قتل شبہِ عمد ہوگا۔ اس میں خفیف، ثقیل کی کوئی تفصیل نہیں ہے بلکہ "سوط" اور "عصا" کو مطلق بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا لاٹھی اور کوڑا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کے ذریعہ قتل، شبہ عمد ہوگا۔ البتہ امام موصوفؒ کے نزدیک ثقیل چیز اگر دھاری دار ہو اور یہی طرف مقتول کو لگی ہو تو اس صورت میں ثقیل چیز سے قتل بھی موجب قصاص ہوگا۔[2]

نیز یہ کہ امام صاحب کے نزدیک شبہِ عمد کی شرط یہ ہے کہ مارنے والے کی نیت قتل کی نہ ہو، بلکہ تادیب کی ہو۔ اور اگر فی الواقع اس کی نیت قتل کی ہو تو ثقیل چیز سے قتل بھی عمداً قتل شمار ہوگا اور قصاص واجب ہوگا۔[3]

۲۔ اگر قاتل نے کسی چیز سے گلا گھونٹ کر قتل کا ارتکاب کیا ہو تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ قتل شبہ عمد ہوگا۔ قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر قاتل نے مقتول کی موت تک مسلسل گلا دبائے رکھا تو یہ قتل عمد ہوگا۔ لیکن اگر اس نے موت سے قبل گلا دبانا ترک کر دیا تھا مگر اس کے باوجود وہ مر گیا تو دیکھا جائے گا کہ اگر وہ اتنی دیر کے بعد مرا ہو جتنی دیر کہ اگر وہ گلا دبائے رکھتا تو غالباً آدمی

۱ احکام القرآن جلد ۲ ص ۲۲۹ - ۲۳۰ -
۲ الدرالمختار جلد ۵ ص ۳۶۰
۳ یشترط عند ابی حنیفہ الی فی شبہ العمد ان یقصد التادیب دون اتلاف ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۵۱ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرجانا، تو یہ قتلِ عمد ہوگا، ورنہ شبہ عمد[۱]۔

گلا دبا کر قتل کرنے کے لیے کوئی طریقہ مخصوص نہیں ہے بلکہ عام ہے خواہ ہاتھ سے یہ کام لے یا کسی ڈوری وغیرہ سے[۲]۔

امام شافعیؒ، امام احمدؒ، نخعیؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کا بھی اس مسئلہ میں وہی موقف ہے جو صاحبینؒ کا ہے[۳]۔

۴۔ خصیتین مَسَل کر قتل کرنے میں بھی مذکورہ بالا تفصیل کا لحاظ کیا جائے گا[۴]۔

۵۔ قاتل نے اگر کسی کو پانی میں غرق کر کے قتل کیا ہو، تو دیکھا جائے گا کہ اگر پانی اتنا زیادہ ہو کہ اس سے نجات حاصل کرنا ممکن نہ ہو تو احناف میں سے قاضی ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ قتل عمد ہوگا۔ اور قصاص واجب ہوگا۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ شبہ عمد ہوگا۔ اور اگر پانی قلیل ہو جس میں کہ غالباً آدمی ڈوب کر نہیں مرتا۔ یا پانی تو زیادہ ہو مگر جس آدمی کو پانی میں ڈالا گیا ہے، وہ اچھی طرح تیرنا جانتا ہو کہ اس سے باہر نکل سکتا ہو۔ مگر اس کے باوجود وہ ڈوب کر مرگیا تو یہ قتل شبہ عمد ہوگا[۵]۔

امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا موقف بھی صاحبین کی تائید کرتا ہے[۶]۔

۶۔ کسی چھت یا پہاڑی وغیرہ سے نیچے گرا کر قتل کرنے کی صورت میں بھی یہی اختلاف ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ قتل شبہ عمد ہوگا۔ اور صاحبین کے نزدیک عمد ہوگا۔ بشرطیکہ جگہ اتنی اونچی ہو۔ جہاں سے گر کر غالباً آدمی مرجاتا۔ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا موقف بھی یہی ہے[۷]۔

۱۔ یشترط عند ابی حنیفۃؒ فی شبہ العمد أن یقصد التادیب دون اتلاف۔ ردالمختار جلد ۵۔ ص ۳۵۱۔

۲۔ ایضاً

۳۔ المغنی ج ۹ ص ۳۲۵۔

۴۔ المغنی والشرح الکبیر جلد ۹ ص ۳۲۷

۵۔ ردالمختار جلد ۵ ص ۳۶۰

۶۔ المغنی والشرح الکبیر جلد ۹ ص ۳۲۶

۷۔ المغنی مع الشرح۔ جلد ۹۔ ص ۳۲۵ والبدائع جلد ۷، ص ۲۳۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۷۔ زہر بھی ذریعہ قتل ہے۔ زہر سے قتل کی متعدد صورتیں ہیں:۔

۱۔ جبراً زہر نگلوایا گیا جس سے وہ مرگیا۔

۲۔ دوسرے کو زہر اُس کے ہاتھ میں دے کر، پھر اُس کو پینے پر مجبور کیا گیا اور وہ پی کر مرگیا۔

۳۔ کھانے پینے کی کسی چیز میں زہر ملا کر دھوکہ سے دیا جائے اور کوئی شخص اُسے کھا کر یا پی کر مرجائے۔

امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک زہر خورانی کے پہلے دو طریقوں سے قتل کی صورت میں قاتل پہ دیت واجب ہوگی۔ کیونکہ قتل ایسے آلہ سے ہوا ہے جو چیر پھاڑ نہیں سکتا۔

احناف میں سے امام قاضی ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے بارے میں بعض نے یہ نقل کیا ہے کہ اُن کے نزدیک زہر اگر اتنی مقدار میں ہو کہ جس سے غالباً آدمی قتل ہوجاتا ہو تو یہ قتل عمد ہوگا۔ ورنہ شبہ عمد۔ اور بعض نے کہا کہ سب کے نزدیک شبہ عمد ہوگا۔

علامہ ابن عابد بن شامی رحمہ اللہ نے ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد ترجیح اس بات کو دی کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں قصاص واجب ہوگا۔ کیونکہ زہر کا وہی عمل ہوتا ہے جو آگ، چھری، چاقو، وغیرہ کا ہوتا ہے۔ اور ان سے قتل پر قصاص واجب ہوتا ہے۔ لہٰذا یہاں بھی قصاص واجب ہوگا۔[1] امام شافعی رح بھی قصاص کے قائل ہیں۔[2]

احناف کے نزدیک تیسری صورت میں دھوکہ دینے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ اُس کو تعزیری سزا دی جائے گی۔ کیونکہ زہر کھانے والے نے زہر اپنے اختیار سے کھایا ہے۔[3]

---

[1] لو قتل بالسم قیل یجب القصاص لانہ یعمل عمل النار والسکین ورجحہ السمرقندی ای اذا اوجرہ او اکرھہ علی شربہ کما لا یخفی۔ ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۵۹۔

[2] البدائع جلد ۷، ص ۲۳۵۔

[3] البحر جلد ۸۔ ص ۳۳۶۔ ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۵۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام شافعیؒ کے دو قول ہیں۔ ایک قصاص کا اور دوسرا عدم قصاص کا۔[1]
امام احمدؒ کے نزدیک اگر زہر اتنی مقدار کا دیا گیا ہو جس سے غالباً آدمی مر جاتا ہو تو قصاص واجب ہوگا۔[2]

ان کی دلیل ابو داؤد کی مشہور حدیث ہے جس میں آتا ہے کہ:

خیبر میں ایک یہودی عورت نے بکری کا زہر آلود گوشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور ہدیہ کھانے کے لیے پیش کیا۔ چنانچہ آپ نے وہ گوشت کھایا اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت نے بھی کھایا، تو بشر بن البراء صحابی جو کھانے میں شریک تھے، زہر آلود کھانا کھانے سے فوت ہو گئے۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ قتل کی گئی۔" یہ روایت ابو سلمہؓ سے مروی ہے۔[3]

اس روایت کے پیش نظر امام احمدؒ اس صورت میں قصاص کے قائل ہیں۔ لیکن ابو داؤد ہی کی دوسری روایت جو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو معاف کر دیا تھا اور کوئی سزا نہ دی تھی۔ ان کے الفاظ یہ ہیں "فعفا عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یعاقبہا"۔[4]

روایت کے اس اختلاف کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا اور احناف" قصاص جیسی سزا کے نفاذ کے لیے اس طرح کے شبہ کو گوارا نہیں کرتے۔ اگرچہ روایت کے اختلاف کو ختم کرنے کے لیے متعدد توجیہات محدثین نے بیان فرمائی ہیں۔ ایک توجیہ یہ بیان کی گئی ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو معاف کر دیا تھا۔ اس لیے کہ آپؐ اپنی ذات کے بدلہ میں انتقام لینا پسند نہیں فرماتے تھے لیکن اس معافی کے بعد جب بشر بن البراء صحابی زہر یلا لقمہ کھانے کی وجہ سے انتقال کر گئے تو اب اس عورت

---

[1] المغنی جلد ۹ ص ۳۲۸ [2] ایضاً
[3] بحوالہ المغنی والشرح الکبیر جلد ۹ ص ۳۲۸۔ مکمل روایت دیکھیے ابو داؤد۔ باب فیمن سقی رجلا سماء جلد ۲ ۔ص ۲۸۰ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔
[4] ایضاً۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو اس کے بدلے میں قصاص میں قتل کیا گیا۔ لہٰذا روایت کا اختلاف جاتا رہا۔ کیونکہ حضرت جابرؓ کی روایت کا تعلق پہلے حصہ سے ہے۔ اور ابو سلمہؓ کی روایت کا تعلق دوسرے حصہ سے ہے[1]۔"

ایک تجویز

موجودہ دور میں مشروبات اور ماکولات کے اندر زہر ملا کر دوسرے کو ہلاک کرنے کے واقعات بکثرت ہیں جن کی روک تھام کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا اگر حاکم مجاز اس جرم کی سزا قتل بطور تعزیر متعین کرے تو یہ مقتضائے حال کے مطابق ہوگا۔ اور ائمہ کے اختلاف سے بچنے کی بھی ایک صورت پیدا ہو جائے گی کیونکہ امام احمدؒ اور ایک قول کے مطابق امام شافعیؒ قصاص کے قائل ہیں۔ اور احناف تعزیری سزا کے قائل ہیں۔ اور تعزیری سزا کا دائرہ معمولی سزا سے لے کر قتل کرنے تک وسیع ہے۔ چنانچہ اس تجویز کی تائید کے لیے ملاحظہ ہو:

قولہ وذکر الساتحانی ان شیخہ الخ .... نقلاً عن الحموی من سقی رجلا سما فمات قال فی جنایات البدائع یجب القصاص لانہ لیعمل عمل الناس والسکین قال السمرقندی فی شرحہ والعمل علی ھٰذہ الروایۃ فی زماننا لانہ ساع فی الارض بالفساد فیقتل دفعاً لشرہ[2]

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دفع شر کے طور پر زہر پلانے والے کو قتل کیا جا سکتا ہے اور اس فعل کے مناسب یہی سزا ہے۔

(باقی)

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ ص ۲۱۵ ۔ مکتبہ امدادیہ ۔ ملتان ۔

[2] تقریرات الرافعی علی حاشیۃ ابن عابدین جلد ۲ ۔ ص ۲۲۳ ۔ فصل فیما یوجب العقود و ما لا یوجبہ ۔

© rasailojaraid.com